خدا گواہ ہے کہ جماعت پر اتنے فضل نازل ہونگے کہ جواب تک ہوئے ہیں آپ ان کو بھول جائیں گے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹ ستمبر ۱۹۸۹ء بمقام بیت الحمد مالمو سویڈن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

احمدیت گزشتہ ایک لمبے عرصے سے جس غیر معمولی ابتلاء میں سے گزر رہی ہے یہ ابتلاء کا دور ایک تاریخی حیثیت رکھتا ہے اور تاریخ ساز ہے، وہ تمام مذاہب کی تاریخ جو مختلف کتب مقدسہ میں پڑھا کرتے تھے اور جن کا ایک بہت ہی عمدہ ریکارڈ قرآن کریم نے محفوظ فرمایا اور یکجائی صورت میں تمام بنی نوع انسان کی مذہبی تاریخ کے اہم نکات کو اکٹھا کر دیا۔ اس کے مطالعہ کے وقت ہم حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے ظہور تک کی سب تاریخ کے اہم نکات سے واقف ہو چکے ہیں اور وہ سارے امور جو مختلف انبیاء کے زمانوں میں ظہور پذیر ہوئے جن کا ذکر قرآن کریم میں ملتا ہے ہم نے اپنی آنکھوں کے سامنے رونما ہوتے دیکھے اور اس زاویے سے رونما ہوتے دیکھے جس زاویے سے گزشتہ زمانوں میں انبیاء کی جماعتیں دیکھا کرتی تھیں۔ اس زاویے سے نہیں جس زاویے سے انبیاء کے دشمن اس تاریخ کے خاص دور کو ملاحظہ کیا کرتے تھے۔

پس دو ہی دائرے ہیں جن میں مذہبی تاریخ مختلف وقتوں میں عملی صورتوں میں رونما ہوتی رہی ہے ایک صداقت کا دائرہ جو اس آواز سے شروع ہوتا تھا کہ **میں خدا کی طرف سے ہوں اور خدا نے مجھے بنی نوع انسان کے لئے یا بنی نوع انسان کے ایک حصّے کے لئے نمائندہ بنا کر بھیجا ہے۔** جس

طرح پانی میں آپ ایک پتھر پھینکیں تو اس سے دائرہ کی شکل میں لہریں بننی شروع ہو جاتی ہیں اور وہ لہریں پھیلتی چلی جاتی ہیں اسی طرح جب خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک انسان ایک دعویٰ کرتا ہے اور یہ اعلان کرتا ہے کہ میں خدا کی طرف سے ایک نمائندہ بنا کر بھیجا گیا ہوں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ سوسائٹی میں جن میں بظاہر سطح پر کسی قسم کی کوئی لہر دکھائی نہیں دیتی تھی ایک پتھر پھینک دیا گیا ہے اور اس پتھر کے نتیجے میں چاروں طرف لہروں کا تموّج پھیلتا ہوا دکھائی دینے لگتا ہے۔ اس تموّج کے ساتھ ساتھ وہ آواز بھی پھیلنے لگتی ہے اور اس آواز کی پہنچ کے دائرے وسیع تر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ پھر اس کے برعکس ہم اور کثرت سے اس پانی کی جھیل کے اوپر پتھر برستے ہوئے دیکھتے ہیں اور وہ پتھر مخالفانہ لہریں پیدا کرنے والے پتھر ہوا کرتے ہیں اور اس کثرت کے ساتھ ان کی بوچھاڑ ہوتی ہے کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ پہلی لہر یا پہلی لہروں کا تموّج کلیۃً نئے پتھروں کی بارش کی طرح جاری کردہ لہروں میں ڈوب جائے گا اور صفحۂ ہستی سے مٹ جائے گا۔

یہ وہ خاص تاریخ کا دور ہے جسے میں تاریخ ساز دور کہتا ہوں اور جس میں سے اب ہم گزر رہے ہیں اور جب آپ وسیع نظر سے اپنے ماضی کو دیکھیں آپ یہ معلوم کر کے حیران ہوں گے کہ ہمیشہ وہ پہلا پتھر جس نے لہروں کا آغاز کیا تھا باوجود اس کے کہ اس کی مخالفانہ اُٹھنے والی لہریں اس سے بہت زیادہ تموج میں شدید ہوا کرتی تھیں، باوجود اس کہ ایک چھوٹے سے پتھر کی پیدا کردہ لہر کے مقابل پر یوں معلوم ہوتا ہے کہ چٹانیں اس پانی پر برسنے لگی ہیں اور مخالفت کا ایک طوفان برپا ہو چُکا ہے لیکن حیرت کے ساتھ آپ ہمیشہ یہ بات مشاہدہ کریں گے کہ وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ تموج کی شدید لہریں جو خدا کے نام پر جاری شُدہ آواز کے مقابل پر پیدا ہوتی تھیں وہ مٹنے لگتی ہیں اور وہ کمزور سی آواز جو ایک ہلکی سی خوش نما لہر کی صورت میں اُٹھی تھی وہ دن بدن طاقتور ہوتی چلی جاتی ہے اور اس کی لہروں میں مزید توانائی آنی شروع ہو جاتی ہے یہاں تک کہ بڑے بڑے طوفانی تموج پر غالب آ جاتی ہے لیکن یہ بعد میں ہونے والی باتیں ہیں اور ہمیشہ بہت دور کا انسان جب زمانے میں مڑ کر دیکھتا ہے تو اس بات کا مشاہدہ کرتا ہے اور تمام مذاہب کی آغاز کی تاریخ اور آغاز کے بعد رونما ہونے والے واقعات اور ان واقعات کے بعد کی پھر لمبی تاریخ بالکل اسی مضمون کو دہراتی چلی جاتی ہے جو میں نے آج ایک تمثیل کی صورت میں آپ کے سامنے بیان کیا ہے۔

جس زمانے میں اس جدوجہد کا آغاز ہوتا ہے اس زمانے میں کوئی انسان یہ کہہ نہیں سکتا کہ یہ باریک کمزور سی لہر جو پہلے پتھر کے نتیجہ میں پیدا ہوئی تھی یہ کسی طرح بھی ان مخالفانہ لہروں کے اوپر غالب آجائے گی۔ چنانچہ آپ کسی بھی مذہب کے آغاز میں جا کر دیکھیں اور کسی مذہب کے اندر پیدا ہونے والی نئی للٰہی تحریکات کا جائزہ لیں ہمیشہ آپ کو بلا استثناء یہی بات دکھائی دے گی کہ جس تموّج کے دور کا میں ذکر کر رہا ہوں یعنی آغاز کا دور اس میں آپ کی عقل یہی نتیجہ نکالے گی کہ مخالفانہ لہریں بہت زیادہ ہیں، بہت شدید ہیں، بہت قوی ہیں اور اس شدت اور جوش کے ساتھ یہ پہلی آواز کو دبانے کے لئے اُٹھ رہی ہیں کہ پہلی آواز کی بقاء کا کوئی سوال باقی نہیں لیکن بلا استثنا ہر دفعہ یہ فتویٰ جھوٹا نکلتا ہے۔ بلا استثنا ہر دفعہ تاریخ آخر یہی گواہی دینے پر مجبور ہو جاتی ہے کہ خدا کی طرف سے اُٹھنے والی آواز لازماً غالب آتی ہے اور اس کی قوت وقت کے گزرنے کے ساتھ مٹنے کی بجائے اور زیادہ مضبوط ہوتی چلی جاتی ہے اور زیادہ بلند ہوتی چلی جاتی ہے اور زیادہ شدید ہوتی چلی جاتی ہے جبکہ دنیا کا دستور یہ ہے کہ جب لہریں اُٹھتی ہیں تو وقت کے گزرنے کے ساتھ وہ کمزور پڑتی چلی جاتی ہیں پس یہ پہچان ہے الٰہی طاقت سے اُٹھنے والی لہروں کی اور دوسری یعنی وقت کے ساتھ مٹ جانا یہ پہچان ہے مخالفانہ لہروں کی نوعیت کی۔ ان کی نوعیت سے آپ پہچان سکتے ہیں۔

پس اسلام کی تاریخ پر بھی ان حالات کو چسپاں کر کے دیکھیں حضرت مسیحؑ کی تاریخ پر مسیحیت کی تاریخ پر ان حالات کو چسپاں کر کے دیکھیں بلا استثناء آپ کو یہی نقشہ اُبھرتا دکھائی دے گا پھر بعض نقوش مٹتے دکھائی دیں گے اور بعض نقوش اُبھرتے دکھائی دیں گے۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب آج سے تقریباً سَو سال پہلے یہ اعلان فرمایا کہ میں خدا کی طرف سے ہوں تو اس ایک آواز کے مقابل پر اس قدر شدید مخالفت کی لہریں اُٹھیں کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ اس آواز کو قادیان کے دائرے سے باہر نکلنے نہ دیا جائے گا اور اس کا گلا اسی گھر میں گھونٹ دیا جائے گا جس گھر سے یہ آواز اُٹھی تھی یہ تاریخ کی پہلی گواہی تھی لیکن اس کے برعکس خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کچھ اور فرمایا۔ اور فرمایا کہ میں نے تجھے ایک پیغام عطا کیا ہے میں ہی اس کے پھیلانے کا ذمہ دار ہوں اور مَیں تجھ سے وعدہ کرتا ہوں کہ مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔

آج سے سَو برس پہلے جن حالات کا مَیں نے ذکر کیا ہے ان میں یہ دیوانے کی بڑ معلوم ہوتی تھی کوئی وہم وگمان بھی نہیں کرسکتا تھا کہ اتنی شدید مخالفت کے باوجود اس آواز کو کسی قسم کی بقاء نصیب ہو۔ کجا یہ کہ یہ مخالفانہ آوازوں پر غالب آنا شروع ہوجائے۔ اس پہلو سے جب آپ احمدیت کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو کسی اور صداقت کے پیمانے کی ضرورت نہیں رہتی۔ یہ اپنی ذات میں اتنا یقینی سچ اور جھوٹ میں تمیز کرنے والا پیمانہ ہے کہ جو نتیجہ یہ پیمانہ نکالتا ہے وہ کبھی جھوٹا نہیں نکلتا کیونکہ ساری دُنیا کی، ہر مذہب کی تاریخ اسی پیمانے پر جانچی جاسکتی ہے اور سچ اور جھوٹ کی تمیز اسی طرح ہوسکتی ہے۔ اب دیکھئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے مقابل پر کون کون سی آوازیں تھیں اس بات کو آپ یاد رکھیں اور ہمیشہ اس کو یاد رکھیں تا کہ آپ کو اپنے مخالفت کے دور کے وقت کسی قسم کی مایوسی کا سامنا نہ کرنا پڑے، اپنے ماضی پر نگاہ کریں۔ خدا کے اس سلوک کو پیش نظر رکھیں جو اس نے ہمیشہ جماعت احمدیہ سے کیا اور پھر اس سے طاقت حاصل کر کے اپنے ابتلاء کے دور کو اپنے لئے آسان بنانے کی کوشش کریں۔ یہ سبق ہے جو میں آج آپ کو دینا چاہتا ہوں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے جب دعویٰ کیا تو بحیثیت مسلمان کوئی گروہ نہیں تھا جس نے آپ کی تائید کی ہو جو دوست تھے وہ دُشمن ہوگئے، ایسے دوست جو جان فدا کرنے والے تھے وہ جان کے دشمن بن گئے، ایسے ایسے علماء جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام پر اتنا حسن ظن رکھتے تھے ان میں سے بعض نے جیسا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے اعلان کیا کہ جب سے حضرت رسول اکرم ﷺ کا وصال ہوا ہے اسلام کے دفاع میں اس شان کا لڑنے والا مجاہد ساری اسلامی تاریخ میں کبھی پیدا نہیں ہوا اور اس نے لکھا کہ اگر تم سمجھتے ہو کہ میں نے مبالغے اور ایشیائی مبالغے سے کام لیا ہے تو کوئی ایک نکال کر تو دکھاؤ جو تیرہ سو برس کے اندر اس شان کا مجاہد کسی دنیا کے ملک یا کسی مسلمانوں کی جماعت میں پیدا ہوا یعنی یہ الفاظ تو اس کے نہیں ہیں مگر یہی مضمون اس سے زیادہ قوت کے ساتھ جو میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے اپنی تحریرات میں لکھا اور جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے دعویٰ کیا تو اچانک ایسی کایا پلٹی کہ اس نے ببانگ دُہل یہ اعلان کرنا شروع کیا کہ میں نے اس شخص کو اُٹھایا تھا اور اب میں ہی اس کو گرا کے دکھاؤں گا اور جو کچھ میں نے اس کی تائید میں لکھا تھا اس کے برعکس اس قدر زور لگاؤں گا،

ایسی کوشش کروں گا کہ اس کا نام دنیا سے مٹا کر چھوڑوں گا اور اپنے اس دعویٰ میں اس نے اپنی ساری عمر گنوا دی اس حد تک، اس شدت کے ساتھ اس نے بظاہر اپنے کئے پر پانی پھیرنے کی کوشش کی۔ اپنے بنائے ہوئے کو مٹانے کی کوشش کی کہ مذہب کی دشمنی کی تاریخ میں آپ کو کم ہی ایسے لوگ ملیں گے جو اس طرح ایک مقصد کے لئے خواہ وہ اچھا ہو یا بُرا کلیۃً وقف ہو چکے ہوں۔ مولوی محمد حسین صاحب کے سارے سفر اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی مخالفت کے سفر بن گئے۔ وہ عرب دُنیا تک پہنچا جہاں تک اس کی آواز پہنچ سکتی تھی وہاں پہنچ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے خلاف فتوے حاصل کئے اور مخالفت کی آگیں لگائیں۔ ہندوستان کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک مشرق سے مغرب تک مولوی محمد حسین بٹالوی کی مخالفت کی آواز بلند ہونا شروع ہوئی اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ اس پانی میں جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی آواز نے ایک ہلکا تموج پیدا کیا تھا ایک بھاری چٹان گرا دی گئی ہے اور اس مخالفت کی طوفانی لہریں جو پہاڑوں کی طرح سر بلند ہیں وہ اُٹھ رہی ہیں تا کہ اس ہلکی سی لہر کو دبا دیں لیکن نتیجہ! مولوی محمد حسین کی زندگی میں دن بدن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا پیغام پھیلتا چلا گیا اور پھیلتا چلا گیا اور جن جن ممالک تک وہ پہنچا تھا وہ ان ممالک کے دائروں سے آگے نکل گیا اور مشرق اور مغرب میں دور دور تک الٰہی تائید سے ایسے لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی تائید میں آوازیں بلند کرنا شروع کیں یہاں تک حال ہوا ان مولوی صاحب کا کہ جب دور دراز سے لوگ سفر کر کے حضرت مسیح موعود کی ملاقات کے شوق میں قادیان آیا کرتے تھے تو بٹالہ سٹیشن پر وہ اُتر کر وہاں سے پھر، یا پیدل سفر کرتے تھے قادیان تک جو کہ بارہ میل تھا یا پھر یکے لے لیا کرتے تھے اور مولوی محمد حسین صاحب کی مخالفت کا یہ حال تھا کہ وہ ہر گاڑی پر پہنچا کرتے تھے جب تک وہاں موجود رہتے اُترنے والے مسافروں سے متعلق معلوم کیا کرتے تھے کہ کون قادیان کی نیت سے آیا ہے اور اسے کہا کرتے تھے کہ میں اس شخص کو زیادہ جانتا ہوں، بچپن سے اس کا ساتھی ہوں مجھے پتا ہے کہ یہ جھوٹ بولتا ہے، یہ خدا پر جھوٹی باتیں کرتا ہے، اس لئے تم یہ ارادہ چھوڑو، قادیان جانے کی کوئی ضرورت نہیں اپنا ایمان بچاؤ اور یہیں سے واپس چلے جاؤ۔ ایسے ہی ایک موقعہ پر ایک دیہاتی مخلص احمدی کو، جب اس نے روکنے کی کوشش کی تو اس نے بہت ہی عمدہ جواب دیا۔ اس نے مولوی محمد حسین بٹالوی کو پکڑ لیا اور جس کو پنجابی

میں کہتے ہیں چھپا مارنا، چھپا مار کے آواز دی کہ لوگو! آجاؤ اور دیکھ لو کہ شیطان کیسا ہوتا ہے۔ نیکی کے رستوں سے روکنے والے لوگ کیسے ہوتے ہیں اور پھر اس نے ایک بڑا خوبصورت موازنہ کیا۔ اس نے کہا کہ مولوی صاحب ہم لوگوں کی جوتیاں گھس گئی ہیں قادیان جاتے جاتے اور تمہاری جوتیاں گھس گئی ہیں جانے والوں کو روکتے روکتے لیکن جانے والوں کے قافلے تم سے رُک نہیں سکے۔ وہ بڑھتے چلے جاتے ہیں، دور دراز سے لوگ مسلسل آتے چلے جارہے ہیں۔ یہ خدائی قافلے ہیں ان کو تم نہیں روک سکتے۔

یہ وہ زمانہ تھا مخالفت کا جبکہ مسلمانوں کی طرف سے صرف ایک محمد حسین نہیں بلکہ بہت سے کثرت سے ایسے لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے ہندوستان کے طول وعرض میں مخالفت کا ایک طوفان برپا کر دیا۔

پھر دوسری بڑی قوت ہندوؤں کی قوت تھی اور ایک پہلو سے وہ مسلمانوں سے بھی زیادہ قوی تھے کیونکہ تعداد کے لحاظ سے ان کو مسلمانوں پر ایک بھاری غلبہ نصیب تھا۔ انہوں نے بھی مخالفت میں کوئی کمی نہیں کی بعض پہلوؤں سے مسلمانوں سے بھی آگے بڑھ گئے۔ بڑے بڑے راہنما ان میں پیدا ہوئے جنہوں نے اپنی زندگیاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی مخالفت میں وقف کر دیں۔ انہی میں وہ لیکھرام پیدا ہوا جس نے یہ اعلان کیا کہ یہ کہتا ہے کہ خدا نے مجھے بتایا ہے کہ میں تیری آواز کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ مجھے تو خدا نے بتایا ہے کہ اس کی آواز قادیان کے کناروں سے باہر نہیں نکل سکے گی اور حد سے حد دو تین سال تک جاری رہے گی اور اس حالت میں مَرے گا کہ جو اولاد یہ چھوڑے گا وہ اولاد بھی مَر چکی ہوگی جو اولاد اس کی پیدا ہوگی وہ بھی اس کی زندگی میں مَر چکی ہوگی اور قادیان میں بھی اس کا نام زیادہ سے زیادہ چند سالوں تک یاد کیا جائے گا وہ بھی ذلت کے ساتھ۔ یہ ایک مقابلے کی پیشگوئی تھی اور آریہ دھرم کو اس زمانے میں ہندوستان میں ایک بہت بڑی طاقت حاصل تھی لیکن دیگر ہندو فرقے بھی اپنے اپنے رنگ میں مخالفت میں پیش پیش رہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی راہ روکنے کے لئے انہوں نے بھی گھیرے بنائے اور گھیرے تنگ کرتے چلے گئے لیکن آپ جانتے ہیں کہ کس طرح لیکھرام اور اس جیسے اور مخالفین کی آوازیں جھوٹی نکلیں وہ آوازیں مَر گئیں، وہ اپنے اپنے دائرے میں محدود ہوتی چلی گئیں یہاں تک کہ

ہندوستان کی اکثر آبادی ان کے ناموں سے ناواقف ہوگئی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی آواز پھیلتے پھیلتے آج واقعۃً زمین کے کناروں تک پہنچ چکی ہے۔

جب میں فجی گیا تو وہاں کے ایک سکھ مذہبی راہنما نے ایک بہت ہی عمدہ بات کی اور میں حیران ہوا ان کی بات سے اس نے اپنی تقریر میں بتایا کہ اس زمانے میں ہندوستان میں تین بڑے مذہبی راہنما پیدا ہوئے ہیں۔ایک مرزا غلام احمد صاحب قادیان، ایک دیانند اور ایک اور کسی سکھ لیڈر کا اس نے نام لیا اور کہا کہ ہم جانتے ہیں کہ ان تینوں نے یہ دعوے کئے تھے کہ وہ دُنیا کے کناروں تک پہنچ جائیں گے لیکن باقی دونوں تو اپنے اپنے دائروں میں سمٹ کر محدود ہونا شروع ہوئے۔ان کو وقتی شہرت ملی اور وہ شہرت جلد مَر گئی لیکن عجیب بات ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب کا دعویٰ ہر پہلو سے سچا نکلا اور اس نے کہا آج میں اگر چہ احمدی نہیں ہوں مگر میں سکھ ہوں ایک سکھ لیڈر رہوں مگر فجی جو زمین کے کناروں میں شمار ہوتا ہے وہاں میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ اے مرزا غلام احمد! تیری آواز سچی نکلی اور واقعی تیری آواز کو خدا نے زمین کے کناروں تک پہنچا دیا۔ایسی پیاری عمدہ بات اس نے کی کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ فرشتوں کی تحریک سے ایسی بات کی گئی ہے۔پھر سکھ تھے جو ماحول میں غیر معمولی اثر اور قوت رکھتے تھے ان کی قوت کا یہ حال تھا کہ اس خاندان کو جس خاندان سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام وابستہ تھے بار ہا سکھوں کی طاقت کے نتیجہ میں اکھاڑ کر قادیان سے باہر نکال دیا گیا۔

جب آپ نے دعویٰ فرمایا کہ تمہارے بانی حضرت گرو بابا نانک ایک بہت ہی بڑے خدا پرست ولی تھے لیکن کسی نئے مذہب کے بانی نہیں تھے بلکہ حضرت محمد مصطفی ﷺ کے عاشق صادق اور آپؐ ہی کے غلام تھے۔تو سکھوں میں بھی شدید مخالفت کی ایک لہر اُٹھ پڑی اور بعض دفعہ یہ مخالفت اتنی شدید ہو جایا کرتی تھی کہ احمدیوں کے لئے عام سودا لینے کے لئے بھی قادیان سے نکل کر دوسرے گاؤں میں جانا مشکل ہوا کرتا تھا اور یہ مخالفتیں بھی باقاعدہ منظم صورت اختیار کر گئیں، بڑے بڑے وہاں جلسے اور مناظرے ہوا کرتے تھے۔سکھوں کے ساتھ مقابلوں میں مجھے یاد ہے ہمارے بچپن کے زمانے تک یہ حال تھا کہ کئی دفعہ سکھ لاٹھیاں اور گنڈاسے لے کر حملہ آور ہو جایا کرتے تھے اور جب وہ دلائل میں شکست کھاتے تھے تو اپنے غصہ کو پھر وہ اپنے اپنے رنگ میں اتارنے کی کوشش کرتے تھے لیکن بالعموم میں نے یہ بھی دیکھا کہ سکھ راہنما بات نسبتاً جلدی سمجھ جایا کرتے تھے۔کئی دفعہ ایسا ہوا کہ

بڑا سخت اشتعال پیدا کیا گیا لیکن جب مقابل پہ کسی احمدی عالم نے سمجھانے کی کوشش کی اور بتایا کہ تمہارے خود گرو جن کو تم اتنا بڑا مقدس جانتے ہو وہ اس قسم کے طرز عمل کے خلاف تھے تم انسانیت سے کام لو، مخالفت کرنی ہے تو حکمت سے کرو۔ بعض دفعہ بہت مشکل صورت حال قادیان میں آ جایا کرتی تھی اور آگ ٹھنڈی پڑ جایا کرتی تھی مگر بہر حال مخالفت تھی اس میں کوئی شک نہیں۔ پس اس پہلو سے سکھوں کو بھی اپنا دشمن بنا لیا۔

عیسائی حکومت تھی اور یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ عیسائی حکومت کے بوتے پر، اس کے سائے میں آپ نے کوئی دعویٰ کیا ہو لیکن عجیب بات ہے کہ عیسائی حکومت کا اس زمانے میں ہندوستان میں عیسائیت پھیلانا مقصد اوّل تھا۔ اور وہ جانتے تھے کہ عیسائیت کے پھیلانے سے ان کی حکومت کو استحکام نصیب ہو گا اور وہ تجربہ رکھتے تھے کہ جن جن ملکوں میں بھی انہوں نے حکومت کی ہے وہاں عیسائیت کے فروغ کے نتیجے میں ان کی حکومتوں کو استحکام ملا ہے اور دوام عطا ہوا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک عجیب دعویٰ کیا اور وہ دعویٰ عام مسلمانوں کے مشترکہ عقیدہ کے خلاف تھا۔ وہ دعویٰ یہ تھا کہ مسیح جسے عیسائی ابن اللہ کہتے ہیں، جسے خدا کا بیٹا سمجھتے ہیں وہ ایک عام نبی اللہ تھا اور بحیثیت ایک نبی اللہ باقی نبیوں کی طرح وہ بھی مر چکا ہے وہ زندہ نہیں رہا اور آپ نے فرمایا کہ میں اس بات کو قرآن کریم سے بھی ثابت کرتا ہوں، حدیث سے بھی ثابت کرتا ہوں اور بائبل کی رو سے بھی ثابت کرتا ہوں۔ چنانچہ عیسائی پادریوں کی طرف سے اس کے نتیجے میں اتنا شدید ردعمل ہوا کہ بعض دفعہ آپ کے قتل کے منصوبے بنائے گئے، بعض دفعہ آپ کو جھوٹے قتلوں میں ملوث کرنے کے لئے باقاعدہ سازشیں کی گئیں اور اس کا ریکارڈ خود انگریزی عدالتوں میں محفوظ ہے اور خود انگریز ججوں نے جب تحقیق کی تو پتا چلا کہ عیسائی پادری تھے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے خلاف قتل کے جھوٹے مقدمے بنائے ہوئے ہیں۔

اب بتایئے وہ شخص کس کے سہارے زندہ رہا، ایک آواز اس تنہا شخص کی تھی جو کہتا تھا کہ خدا میرے ساتھ ہے، خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے اور اس کے مقابل پر ہندوستان میں اس کے گردو پیش تمام طاقتور آوازیں اس ایک آواز کو دبانے پر وقف ہو چکی تھیں۔ آج آپ کہاں ہیں، اس مقام سے کتنا آگے سفر کر چکے ہیں، آج وہ آواز قادیان میں دبنے کی بجائے ہندوستان کے گوشے گوشے تک

پھیل چکی ہے۔ ہندوستان سے نکلی اور اس زمانے میں امریکہ تک پہنچی۔ ہندوستان سے نکلی اور اس زمانے میں لندن میں سنائی دینے لگیں، مشرق و مغرب میں ہر طرف وہ لہریں پھیلتی دکھائی دینے لگیں اور مخالفت کی وہ طاقتور لہریں وقت کے ساتھ ساتھ اپنے اثر میں کمزور ہوتی چلی گئیں۔ نتیجہ حاصل کرنے میں بے سود رہیں۔

پس اتنی بڑی عظیم الشان تاریخ آپ کے پیچھے کھڑی ہے جو آپ کو بقاء کی ضمانت دے رہی ہے۔ آپ کو یقین دلا رہی ہے کہ دنیا کی ساری طاقتیں آپ کی مخالف ہو جائیں۔ نتیجے کے لحاظ سے آپ لازماً غالب ہوتے چلے جائیں گے اور قوی تر ہو کر اُبھرتے چلے جائیں گے۔ اس تاریخ کو بھلا کر جس کی پشت پناہی پر سارے مذاہب کی تاریخ ہے۔ اس تاریخ کو بھلا کر جس کی پشت پناہی پر تمام انبیاء کی تاریخ ہے کس طرح پاکستان یا کسی اور چھوٹے سے ملک کی مخالفتوں سے مرعوب ہو سکتے ہیں۔ کون سا آپ کو حق ہے، آپ کا ضمیر کس طرح اس بات کو برداشت کر سکتا ہے کہ مخالفت کے وقتی دور سے گزرتے ہوئے اس کی تاریکیوں سے دب کر آپ قدم آگے بڑھانا چھوڑ دیں اور منافقین کے اس زمرے میں شمار ہوں جن کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ روشنی ہوتی ہو تو یہ چل پڑتے ہیں، جب اندھیرے طاری ہو جاتے ہیں تو ان کے قدم رُک جاتے ہیں۔ آپ مومنوں کی جماعت ہیں آپ نے اس صفائی کے ساتھ احمدیت کی صداقت کا مشاہدہ کیا ہے کہ ایک سو سال کا ایک ایک لمحہ احمدیت کی صداقت کی گواہی دے رہا ہے۔ آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ خدا نے کبھی آپ کو نہیں چھوڑا، آپ نے اپنے کانوں سے سُنا کہ خدا کی تائید کی آوازیں ہمیشہ آتی رہیں اور وہ وقت کے ساتھ ساتھ ٹھوس تعبیروں میں ڈھلتی رہیں۔ اس کے باوجود پھر اگر کوئی حصّہ جماعت کا مایوسی کا شکار ہو تو اس سے بڑا ظلم اور کوئی متصور نہیں ہو سکتا۔

آج پاکستان میں مخالفت پہلے سے بھی زوروں پر ہے۔ مجھے یہ تسلیم ہے لیکن تاریخ کے پیمانوں کو جانچ کر دیکھئے تو اتنا معمولی سا تھوڑا سا دور ہے اور زمین کے ایک تھوڑے سے ٹکڑے پر ہے۔ تاریخ میں اس سے بہت زیادہ لمبے مخالفتوں کے دور آئے ہیں۔ جن میں سے کمزور جماعتیں نکل کر طاقتور ہو کر اُبھرتی رہی ہیں اور عظیم تر ہو کر وہ اپنی مخالفتوں پر بالآخر غالب آتی رہی ہیں۔ آپ یہ سوچتے ہوں گے کہ گیارہ سال ضیاء کی مخالفت کے ہوئے اس سے پہلے ۱۹۷۴ء سے بھٹو صاحب کی

مخالفت اوران کی پارٹی کی مخالفت تھی اوراب ضیاء کے بعد بھی وہی حال ہے ہمارا کون پرسان حال ہے؟ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ وہی پرسان حال ہے جس نے تین سو سال تک عیسائیت کی اس کے مخالفت کے دور میں حفاظت فرمائی اور بظاہر وہ مخالفت کا دور مٹا نہیں بلکہ بار بار مخالفت کی مختلف شکلوں میں اُبھرتا رہا، زور پکڑتا رہا، لیکن خدا نے اپنے بندوں کی حفاظت فرمائی، ان کے ایمان کی حفاظت فرمائی، ان کے استقلال کی حفاظت فرمائی، ان کو ثبات قدم عطا فرمایا اور تین سو سال کے بعد ایک ایسا دور آیا کہ وہ حکومتیں جو اس پیغام کو مٹانے کے درپے تھیں اس پیغام کی ایسی زبردست علمبردار بن گئیں کہ تمام دنیا تک اس پیغام کو دنیا میں نافذ کر کے چھوڑا اور پھر ساری دنیا پر ان حکومتوں نے حکومت کی۔ تمام بنی نوع انسان کو اس پیغام سے مغلوب کر لیا۔ وہ مسیح موسوی تھا۔ اس مسیح کو ماننے والوں نے یہ ثبات قدم دکھایا اور اس طرح خدا کے وعدوں پر کامل ایمان رکھا اور ان کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔ ان کو درندوں کے سامنے پیش کیا گیا، بیسیوں بار، سینکڑوں بار ایسے واقعات ہوئے کہ تماشا دیکھنے والوں نے سٹیڈیم میں بیٹھ کر بڑے سج دھج کر یہ تماشا دیکھا کہ ایک طرف پنجروں سے بھوکے شیروں، بھیڑیوں اور دوسرے درندوں کو آزاد کیا جاتا تھا اور دوسری طرف حضرت مسیحؑ کے ماننے والوں کو اس میدان میں چھوڑا جاتا تھا اور کہا جاتا تھا کہ ان کا مقابلہ کرو تم۔ تو ایسے کمزور اور ایسے بے بس ہو کہ ان جانوروں کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہم سے ٹکرانے نکلے ہو۔ یہ پیغام تھا اور دیکھتے دیکھتے جنگل کے جانور انہیں چیر پھاڑ دیا کرتے تھے۔ ان کی ہڈیاں چبایا کرتے تھے اور سارا ہال قہقہوں سے گونج اُٹھتا تھا دیکھو کتنا عظیم الشان غلبہ خدا نے ہمیں عطا کیا اور ان سچائی کے دعویداروں کو ہم نے کس طرح ذلیل اور رسوا اور ناکام اور نامراد بنا کر دکھا دیا۔

بارہا ایسے وقت آئے کہ جس طرح آج پاکستان میں احمدی گھروں کو جلایا جاتا ہے ایک دو گاؤں میں نہیں سارے ملک میں یہ احکامات جاری کئے گئے کہ تمام عیسائیوں کو ان کے گھر میں زندہ پھونک دو اور گھروں میں آگ لگاؤ لیکن ان گھروں میں بسنے والوں کو باہر نہ نکلنے دو۔ Diclaration ۲۶۴ء یا ۲۶۸ء ہے۔ دونوں سالوں میں سے غالباً کوئی سال ہے اس میں ایسا ہی کوئی ایک حکم جاری کیا تھا لیکن آپ دیکھتے ہیں کہ کوئی آگ مسیحیت کو جلا نہیں سکی، کوئی مخالفت کی آگ مسیحیوں کے ایمان کو جلا کر خاکستر نہیں کر سکی۔ وہ ہر آگ سے کندن بن کر نکلتے چلے گئے اور محمدی

مسیح نہیں بلکہ موسوی مسیح کے ماننے والوں نے کردار کا یہ عظیم الشان نمونہ دکھایا۔

آپ نے محمدی مسیح کے غلام اور تابع ہیں آپ نے تو اس کا دامن پکڑا ہے جو حضرت محمد ﷺ کو ایک مسیح کے طور پر عطا ہوا ہے۔آپ کا کردار تو ہر پہلو سے پرانی مسیحی قوم کے کردار سے زیادہ اعلیٰ، زیادہ شاندار اور زیادہ مضبوط اور زیادہ قوی ایمان پر قائم رہنا چاہئے ، زیادہ قوی بنیادوں پر قائم رہنا چاہئے اس لئے میں آپ کے سامنے یہ باتیں دہرا رہا ہوں کہ پاکستان میں ابھی مظالم کا دور جاری ہے اور خدا بہتر جانتا ہے کہ کب تک جاری رہے لیکن جب آپ اس عظیم تاریخ کی روشنی میں ان واقعات کا مشاہدہ کریں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ کا حال خدا کے فضل سے گزشتہ بہت سی قوموں کی نسبت بہت بہتر ہے۔تھوڑی آزمائشوں کے نتیجے میں خدا آپ پر بہت زیادہ فضل نازل فرما رہا ہے اور اتنی جلدی جلدی فضل نازل فرما رہا ہے کہ اس کی چمک دمک سے آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں۔اب تو غیر بھی محسوس کرنے لگے ہیں کہ جو قیمت ہم پاکستان میں ادا کر رہے ہیں اس سے بہت زیادہ ہمیں اس کی جزا مل رہی ہے۔

چنانچہ آج صبح سویڈن ٹیلی ویژن کی ایک نمائندہ خاتون جو انٹرویو کے لئے آئیں پاکستان کے حالات کے متعلق چند باتیں معلوم کرنے کے بعد انہوں نے کہا لیکن ایک بات تو ہے کہ جو کچھ آپ پا رہے ہیں وہ اس سے بہت زیادہ ہے جو آپ کھو رہے ہیں۔کیا یہ درست نہیں ہے؟ مَیں نے کہا کہ ہاں درست ہے اور اس سے زیادہ درست ہے جو تم جانتی ہو۔اس طرح خدا کے فضلوں کی بارشیں ہم پر نازل ہوئی ہیں کہ ہم اس کا وہم و گمان بھی نہیں کر سکتے۔مخالفت کے ان چند سالوں میں دنیا میں جماعت نے ترقی کی اور جیسا وقار قائم کیا ہے اور جس طرح اس کو عظمت نصیب ہوئی ہے اور جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو آج زمین کے کناروں تک عزت سے یاد کیا جا رہا ہے اس کا عشر عشیر بھی پاکستان میں ہم نے نہیں گمایا۔تب اس خاتون نے کہا کہ ہاں آپ بالکل سچ کہتے ہیں۔ مجھے جو یہ خوش نصیبی مل رہی ہے کہ میں آج انٹرویو کے لئے آئی ہوں یہ بھی پاکستان کی مخالفت کی ہی مرہون منت ہے۔اگر پاکستان میں مخالفت نہ ہوتی تو مجھے کبھی وہم بھی نہیں آ سکتا کہ میں آپ کے آنے پر انٹرویو کے لئے حاضر ہوتی۔ یہ سب خدا کے پھل ہیں لیکن بڑی ذہین خاتون تھیں۔انہوں نے کہا کہ ہاں اس کے ساتھ میں یہ بھی جانتی ہوں کہ جو درد کی لہریں آپ کے دل میں

اٹھتی ہیں وہ ان رحمتوں کو دیکھ کر کمزور نہیں پڑتیں بلکہ اور زیادہ نمایاں ہوتی چلی جاتی ہیں اور یہ درد تو جاری رہے۔ میں نے کہا کہ خدا تمہارا بھلا کرے تم بہت ہی ذہین خاتون ہو۔ تم نے بالکل دل کی بات جانچ لی ہے لیکن اسے یہ پتا نہیں کہ یہ درد کی لہریں ہی تو ہیں جو خدا کا فضل بن کر نازل ہوتی ہیں۔ یہ درد کی لہریں ہی تو ہیں جو دعا بن کر دل سے اُٹھتی ہیں اور فضلوں کی گھٹا بن کر ہم پر برستی ہیں۔

اس لئے اے احمدی! تو اپنے درد کی لہروں کی حفاظت کر اور اس سے مایوس نہ ہو۔ ہاں ان درد کی لہروں کو تو دعاؤں کے بخارات میں تبدیلی کرتا چلا جا۔ شہادت کی جتنی خبریں ہمیں پاکستان سے موصول ہوتی ہیں جیسا کہ رات موصول ہوئی ایک بہت ہی بزرگ ڈاکٹر عبدالقدوس صاحب کو کل نوابشاہ میں ظالمانہ طور پر شہید کر دیا گیا جبکہ اس سے تھوڑا عرصہ پہلے ان کے چھوٹے بھائی کو بھی شہید کیا گیا تھا وہ بھی ڈاکٹر تھے اور دونوں کو ایک ہی طریق پر ایک ہی جتھے اور ایک ہی گروہ نے مَروایا ہے، اپنی طرف سے مروایا اگر چہ ہم جانتے ہیں کہ ہمیشہ کی زندگی عطا کی۔ وہ ایسے سادہ دل، ایسے سادہ لوح ڈاکٹر تھے کہ جانتے تھے کہ ہر دفعہ دشمن یہی طریق اختیار کرتا ہے کہ ایک مریض مَرنے والا ہے اس کو دیکھنے کے لئے چلو اور جب انسان باہر نکلتا ہے انسانی ہمدردی میں تو بعض قاتل جو چھپے ہوئے اس کا انتظار کر رہے ہوتے ہیں وہ اچانک حملہ کر کے احمدی ڈاکٹروں کو شہید کر دیتے ہیں۔ یہ اچھی طرح جانتے تھے ان کی شہادت سے چند دن پہلے مجھے ان کا خط موصول ہوا۔ اس میں انہوں نے کہا کہ میرا بھائی شہید ہوا ہے مگر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم اس کے نتیجے میں ڈرے نہیں کمزور نہیں پڑے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میرا جذبہ شہادت پہلے سے کئی گنا بڑھ گیا ہے۔ انہوں نے میرا ایک بھائی شہید کیا ہے مگر میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میری ساری اولاد بھی اس راہ میں شہید ہوتی چلی جائے تو مجھے اس کا کوئی دُکھ نہیں ہوگا اس لئے میرے متعلق آپ ہرگز فکر نہ کریں۔ کتنا سچا انسان تھا، کیسی اس کی دل کی گہرائی کی آواز بلند ہوئی۔ جب اس کی شہادت کی اطلاع مجھے ملی تو بے اختیار میری زبان پر قرآن کریم کی وہ آیت جاری ہوئی فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ (الاحزاب: ۲۴) ان خدا کے بندوں میں وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی نیتوں کو پورا کر دکھایا۔ جو اپنے قول اور اپنی تمناؤں میں سچے نکلے لیکن صرف یہی نہیں ہیں اور بھی بہت سے ہیں جو اسی قسم کے نمونے دکھانے والے موجود ہیں۔ جب بھی ابتلاء آئیں گے وہ ان کو

مغلوب نہیں کر سکیں گے بلکہ وہ ہر مخالف پر غالب آئیں گے۔ اپنی صداقت کے ذریعے، اپنی سچائی کے ذریعے، اپنے نیک ارادوں کے ذریعہ، اپنی قربانیوں کے جذبے کے ذریعے۔ پس ان جذبوں کو زندہ رکھو، مایوس ہونے کی ضرورت نہیں وہی نمونہ زندہ رکھنے کے لائق ہے جو ڈاکٹر عبدالقدوس نے دکھایا تھا کہ کوئی شہادت ہمیں مرعوب نہیں کر سکتی بلکہ شہادت کی تمناؤں کو اور زیادہ بڑھا جائے گی۔ ایک انسان کی جان لیں گے تو سارا خاندان جان قربان کرنے کے لئے تیار ہو جائے گا۔

اس وفا کے ساتھ آپ احمدیت پر قائم رہیں میں آپ کو خدا کی قسم کھا کر یقین دلاتا ہوں کہ اتنے بے شمار خدا کے فضل آپ پر نازل ہوں گے کہ جواب تک ہوئے ہیں ان کو آپ بھول جائیں گے۔ کثرت کے ساتھ خدا آپ کو بڑھاتا چلا جائے گا اور آپ ہیں اور آپ ہی کی سچائی ہے جس نے دنیا پر غالب آنا ہے باقی ہر بات جھوٹی ہے، ہر بات قصہ ہے۔ یہی وہ حقیقت ہے، یہی وہ حقیقت ہے جسے ہم محمدی حقیقت کہہ سکتے ہیں، یہی وہ حقیقت ہے جسے ہم عیسوی حقیقت کہہ سکتے ہیں، یہی موسوی حقیقت تھی، یہی ابراہیمی حقیقت تھی، یہی حقیقت نوح کی حقیقت تھی۔

پس اگر نوح کی طرح آپ کے مقابل پر اتنی عظیم قومیں کھڑی ہوئیں جن پر بظاہر نوح کے پیغام کا غالب آنے کا کوئی سوال نہ رہا تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ نوحی قومیں مٹا دی جائیں گی اور آپ کو زندہ رکھا جائے گا کیونکہ آپ پوری سچائیوں پر قائم ہیں جو ہمیشہ سے خدا کی طرف سے نازل ہوا کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے، آپ کے ایمان کی حفاظت فرمائے، آپ کے دل کو اور آپ کے ایمان کو نئی جلا بخشتا چلا جائے۔ آمین۔

خطبہ ثانیہ کے دوران فرمایا:-

ابھی نماز جمعہ اور عصر کے بعد انشاء اللہ ڈاکٹر عبدالقدوس صاحب کی نماز جنازہ غائب بھی ہوگی۔